بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ○ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْھَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اے ایمان والو (اپنے) معاہدوں کو پورا کرو۔ تمہارے لیے چارپائے مویشی جائز کر دیئے گئے ہیں بجز (ان چیزوں کے) جن کا ذکر (آگے) تم سے کیا جاتا ہے ہاں شکار اس حال میں کہ تم احرام میں ہو جائز نہیں بے شک اللہ جو چاہے حکم دے ✱ اے ایمان والو! بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینوں کی اور نہ (حرم میں) قربانی والے جانوروں کی اور نہ گلے میں پٹے بندھے ہوئے جانوروں کی اور نہ بیت الحرام کے قصد کرنے والوں کی جو اپنے پروردگار کے فضل اور رضامندی کے طالب رہتے ہیں اور جب تم احرام کھول چکو تو تم شکار کر سکتے ہو اور ایسا نہ ہونا چاہیے کہ کسی قوم سے جو تمہیں بیزاری اس بنا پر ہے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روک دیا تھا تم (اس بیزاری کے باعث) زیادتی کرنے لگو اور ایک دوسرے کی مدد نیکی اور تقوے میں کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ (۵/۱ اور ۲)

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ جب قرآن میں یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سنیں تو فوراً کان لگا کر دل سے متوجہ ہو جایا کریں کہ اس کے بعد کسی نہ کسی بھلائی کا حکم ہوگا یا کسی نہ کسی برائی سے ممانعت ہوگی ✱ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ فرماتے ہیں "عقود" سے عہد (معاہدات) ہیں۔ ابن جریر اس پر اجماع بتاتے ہیں خواہ قسمیہ عہد و پیمان ہو یا وعدے ہوں سب کو پورا کرنا فرض ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ عہد کے پورا کرنے میں اللہ کے حلال کو حلال جاننا، اس کے حرام کو حرام جاننا، اس کے فرائض کی پابندی کرنا، اس کے حدود کی نگہداشت کرنا بھی ہے۔ کسی بات کے خلاف نہ کرو، کسی حد کو نہ توڑو، کسی حرام کام کو نہ کرو اس پر سختی بہت ہے ✱ حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ اللہ کے حلال کو، اس کے حرام کو، اس کے وعدوں کو جو ایمان کے بعد ہر مومن کے ذمہ آ جاتے ہیں پورا کرنا اللہ کی طرف سے فرض ہے ✱ حضرت زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں یہ چھ عہد ہیں (۱) اللہ کا عہد

(۲) آپس کی ضمانت کا قسمیہ عہد (۳) شرکت کا عہد (۴) تجارت کا عہد (۵) نکاح کا عہد اور (۶) قسمیہ وعدہ * پھر فرماتا ہے مویشی چوپائے تمہارے لئے حلال کئے گئے ہیں یعنی اونٹ، گائے، بکری * پھر فرماتا ہے "مگر وہ جن کا بیان تمہارے سامنے کیا جائے گا" (حرام ہیں) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مطلب مردار، خون اور خنزیر کا گوشت ہے حضرت قتادہ فرماتے ہیں مراد اس سے از خود مرا ہوا جانور، اور وہ جانور ہے جس کے ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو * مراد انعام سے عام ہے بعض تو وہ جو انسانوں میں رہتے بستے ہیں جیسے اونٹ، گائے، بکریاں اور بعض وہ جو جنگلی ہیں جیسے ہرن، نیل گائے اور جنگلی گدھے پس پالتو جانوروں میں سے تو ان کو مخصوص کر لیا جو بیان ہوئے اور وحشی جانوروں میں سے احرام کی حالت میں کسی کو بھی شکار کرنا ممنوع قرار دیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد یہ ہے ہم نے تمہارے لئے چوپائے جانور ہر حال میں حلال کئے ہیں پس تم احرام کی حالت میں شکار کھیلنے سے رک جاؤ اور اسے حرام جانو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے اور اس کے تمام احکام سراسر حکمت سے پر ہیں اسی طرح اس کی ہر ممانعت میں بھی حکمت ہے اللہ وہ حکم فرماتا ہے جو ارادہ کرتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲۔ حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ نے فرمایا شعائر سے مراد ہیں حج کے مناسک اور مواقف یعنی کعبہ کا طواف، صفا مروہ کے درمیان سعی، عرفہ اور مزدلفہ میں قیام، کنکریاں مارنا اور وہ تمام امور جو حاجی کرتا ہے جیسے احرام، طواف، سر منڈوانا، قربانی کرنا وغیرہ * شعائر جمع ہے شعیرہ واحد * کسی چیز کی مخصوص علامت کو شعیرہ کہتے ہیں * حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "حالت احرام میں شکار نہ کرو * حالت احرام میں شکار سے اجتناب بھی مناسک حج کی حدود ورزی سے اجتناب کی دیگر شاخ ہے * بعض علماء نے آیت کا مرادی مطلب یہ بیان کیا کہ حرم کے اندر قتل نہ کرو * ماہ حرام میں قتال (جنگ) کو حلال نہ قرار دو۔ ابن زید نے کہا ماہ حرام کی خلاف ورزی کرنے سے مراد نسی کی ممانعت ہے۔ (نسی یعنی ایک ماہ حرام کو ماہ حلال اور دوسرے ماہ حلال کو ماہ حرام بنا دینا جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں عرب کیا کرتے تھے) * ھدی میں اونٹ یا گائے یا بکری ہوتی ہے۔ اگرچہ ھدی (قربانی کے جانور) بھی شعائر میں داخل ہے جن کی ممانعت شروع جملہ میں کر دی گئی ہے مگر اس کی اہمیت زیادہ تھی اس لئے خصوصیت کے ساتھ اس کا نام لے کر ذکر کیا * قلائد قلادہ کی جمع ہے * القلائد سے مراد قلادہ والے جانور ہیں۔ الھدی کے اندر اگرچہ ان کا اندراج تھا مگر خصوصی شرف کی وجہ سے ان کا ذکر علیحدہ کیا گیا * بعض علماء نے کہا اصل میں قربانی کے جانوروں سے تعرض کی ممانعت مقصود ہے لیکن کلام میں زور پیدا کرنے کے لئے قلادوں سے بھی تعرض کرنے کی ممانعت کر دی * بیت الحرام کا قصد کرنے والوں کو نہ قتل کرو نہ لوٹو * رب کا فضل دنیوی تجارتی رزق ہے اور آخروی فضل ثواب ہے جو لوگ بیت حرام کو تجارت کرنے اور حج کرنے کے لئے جاتے ہیں ان سے

تعرض کرنے کی ممانعت اس آیت میں کر دی گئی۔ لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللّٰهِ میں بحالت احرام شکار کرنے کی ممانعت کر دی گئی تھی یہاں وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا کے ذریعہ احرام کھولنے کے بعد شکار کرنے کی اجازت دے دی گئی * زیادتی کرنے اور حد سے تجاوز کرنے سے مراد قتال اور مال لوٹنا۔

ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو کعبہ تک پہنچنے سے روک دیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام کیا اور مشرکوں کی یہ حرکت مسلمانوں کو نہایت شاق گزری اتفاق سے اسی زمانے میں مشرق کی طرف سے کچھ مشرک عمرہ کرنے کا ارادے سے آئے اور ان کا گزر مسلمانوں کی طرف سے ہوا اس پر صحابہ نے کہا کہ مکہ والوں نے جس طرح ہم کو روک دیا اسی طرح ہم ان لوگوں کو روک دیں گے یہ لوگ عمرہ نہ کر سکیں اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی * "البر" سے مراد اللہ کے احکام کی تعمیل اور تقویٰ سے مراد ممنوعات سے اجتناب * گناہ سے مراد ہے ممنوعات کا ارتکاب۔ اور عدوان سے مراد ظلم * حضرت نواس بن سمعان راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بر اور اثم کی تشریح دریافت کی گئی۔ فرمایا "بر" حسن خلق ہے اور "اثم" وہ کھٹک ہے جو تمہارے دل میں پیدا ہو اور لوگوں کا اس سے واقف ہونا تم کو ناگوار ہو (مسلم و بخاری) * اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ بڑا سخت عذاب دینے والا ہے اس کا عذاب بڑا سخت اور خوفناک ہے۔ (تفسیر مظہری)

معلومات مزید: سورۃ "المائدہ" مدنی ہے اس میں ایک سو بیس آیات اور سولہ رکوع ہیں البتہ اس سورۃ میں ایک آیت الیوم اکملت لکم ... الخ میدان عرفات میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔ اس سورۃ کی ابتداء اخلاقی تربیت سے ہوئی ہے سب سے پہلا حکم یہ ہے کہ جو وعدہ کرو اس کو پورا کرو۔ خواہ اپنے خالق و رب تعالیٰ سے ہو خواہ یہ وعدے کسی ہم یا دوستوں اور مخالفین سے ہو * عدل و انصاف کو شعار بنا لو * بھلائی کے کاموں میں معاونت کرو * گناہ و ظلم میں کسی سے اشتراک نہ کرو * حسد سے بچو * توراۃ، انجیل صحائف آسمانی اور ایک ہی سرچشمہ فیض سے متعلق سب میں ہدایت اور نور ہے اور ہر ایک کتاب میں اپنے زمانے کے مطابق شریعت کا مکمل ترین نظام اور اخلاقیات و معاملات کا واضح ضابطہ موجود تھا اور ان سب کا جامع اور ان تمام علمیہ و اخلاقی قدروں کا نقیب، محافظ اور نگہبان قرآن مجید ہے * یہود و نصاریٰ کے پاس آسمانی
جامع اور مکمل حیثیت سے آخری پیغام ربانی کی ضرورت میں محفوظ [illegible]
الفرقان اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اے مسلمانو! ادھر ہدایت و نور تمہارے پاس روشن اور زندہ ہے اور تمہیں اس سے استفادہ کا موقع حاصل ہو رہا ہے تم غفلت نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید میں نازل کردہ احکام کی مکمل تعمیل کرنا * یہود و نصاریٰ خود تو گمراہ ہیں مسلمانوں کو اپنی طاقت سے بہکانے کی پوری کوشش کرتے ہیں ان کے دام فریب میں نہ پھنسنا *

حج کے آداب، شعائر اللہ کی تعظیم، شراب و جوا کی قطعی ممانعت، وضو و تیمم کے احکام، حلال و حرام اشیاء
کا ذکر، واضح طور سے یہودیوں کی شرارت وغیرہ کی خرابیاں احکام شریعت کا بیان * عقیدہ تثلیث کا رد *
تکمیل دین اور اتمام نعمت کا اعلان وغیرہ اس سورۃ کے اہم جز ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مائدہ یعنی دسترخوان آسمان سے نازل ہونے کا بیان ہے
اس سورہ کا نام المائدہ رکھا گیا۔ اس سورۃ میں سب سے پہلا حکم عقود کا پورا کرنا ہے۔ عقود، عقد
کی جمع ہے جس کے معنی گرہ لگانا یعنی خواہ ایک چیز کو دوسری چیز سے خوب ملا کر باندھنا جس طرح دو
رسی کے ٹکڑوں کو گرہ لگاتے ہیں خواہ کسی بات یا معاملے میں گرہ لگانا اس لفظ کے تعبیر کرنے میں ایسا
بات کی پابندی یا التزام مقصود ہوتا ہے لہذا بات پختہ بھی ہو جاتی ہے عقد اور عہد قریب المعنیٰ
ہیں * یا معاہدہ اسے ہی اسی کو قول و قرار بھی کہا جاتا ہے * جس طرح وعدہ کیا گیا ہو اسی کے مطابق
اس کو پورا کرنے کو وفا اور ایفا کہتے ہیں * عقد کا لغوی معنیٰ گرہ لگانا ہے اب اس کا اطلاق
اس پختہ معاہدہ پر ہوتا ہے جو دو شخصوں کے درمیان طے پائے یہاں عقود سے مراد ہر قسم کے
معاہدے ہیں خواہ وہ انسان اور اس کے خالق کے درمیان ہوں یا انسان اور انسان کے درمیان ہوں *
ان جانوروں کے علاوہ جن کا ذکر آگے آ رہا ہے دوسرے مویشی تمہارے لیے حلال ہیں * جب تم نے
حج و عمرہ کے لئے احرام باندھ لیا ہو تو پھر تمہارے لئے خشکی کا شکار ممنوع ہے ● اے ایمان والو! ان
چیزوں کو حلال نہ بنا لو جن کو اللہ تعالیٰ نے دین اور ایمان کی نشانیاں ٹھہرایا کہ ان کی تعظیم مومن ہونے کی علامت
ہے ان کی اہانت نہ کرو نہ حرمت والے مہینوں رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم کو حلال
ٹھہرا کر ان میں جنگ و جدال کرو یا مہینے تبدیل کر کے ان محترم مہینوں کی بے حرمتی نہ کرو نہ اس
جانور کی بے حرمتی کرو جو کہ منیٰ ذبح کے واسطے بطور ہدیہ لے جایا جا رہا ہو (ہدی) نہ ہدی
جانوروں کے پٹوں کی بے حرمتی کرو جو ان کے گلے میں ڈالے گئے ہوں بطور علامت کے۔ نہ ان
لوگوں کو حلال ٹھہراؤ جو بیت اللہ شریف کے ارادہ سے حج و عمرہ کرنے ساتھ ہی تجارت کے ذریعہ
نفع کمانے جا رہے ہوں۔ ایسے لوگوں سے تعرض نہ کرو یہ بھی خیال رکھو کہ احرام کی وجہ سے تم پر
خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا تھا۔ جب تم احرام سے نکل جاؤ تو یہ پابندی ختم ہو جائے گی
پھر تم شوق سے شکار کر سکتے ہو بشرطیکہ شکار حرم شریف کا نہ ہو تم دھیان رہے کہ احرام
کھلنے سے شکار کی پابندی تو اٹھالی جاوے گی مگر دوسری پابندیاں تم پر ویسی ہی رہیں گی لہذا
تم کسی کافر قوم کی عداوت میں حد سے آگے نہ بڑھو * ہمیشہ بھلائی و نیکی پر ڈٹ کر دوسرے کی مدد کرو
گناہ و زیادتی پر مدد نہ کرنا۔ ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو۔ صاف رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب
بڑا سخت ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ
الْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا
ذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ط ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ط
اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ط اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ
لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط
فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ لا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

---

حرام کر دیا گیا ہے تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور (وہ جانور) جس پر کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کا نام پکارا گیا اور جو گلا گھٹنے سے مر جائے اور جو لاٹھی یا پتھر کے مارنے سے مر جائے اور جو اوپر سے گر کر مر جائے اور جو سینگ مارنے سے مر جائے اور (وہ جانور) جس کو درندوں نے پھاڑ کھایا ہو مگر (وہ حلال ہے) جس کو تم نے ذبح کر لیا اور وہ جانور جو تھان پر ذبح کیا گیا اور حرام ہے فال کے تیروں سے تقسیم کرنا یہ گناہ کی بات ہے آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی (کل) نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے مذہب اسلام پسند کیا۔ ہاں جو بھوک کے مارے بے قرار ہو جائے گناہ گاری کا قصد نہ ہو تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے (۵/۳)

۳۔ ان چیزوں کا بیان جن کا کھانا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے میتۃ وہ ہے جو از خود اپنے آپ مر جائے نہ تو اسے ذبح کیا جائے نہ شکار کیا جائے اس کا کھانا اس لئے حرام کیا گیا ہے کہ اس کا وہ خون جو مضر ہے اسی میں رہ جاتا ہے ذبح کرنے سے تو بہہ جاتا ہے اور یہ خون دین اور بدن کو مضر ہے ہاں یہ یاد رہے کہ ہر مردار حرام ہے مگر مچھلی نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمندر کے پانی کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے (موطا مالک، مسند شافعی، مسند احمد، ابو داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان) اسی طرح ٹڈی بھی گو خود ہی مر گئی ہو حلال ہے دَمٌ سے مراد دم مسفوح یعنی وہ خون ہے جو بوقت ذبح بہتا ہے ✡ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ حرام ہے خواہ وہ جنگلی ہو یا پالتو ہو لفظ لحم شامل ہے اس کے تمام اجزاء کو جس میں چربی بھی داخل ہے ✡ صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت کی ممانعت کر دی ہے تو پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ مردار کی چربی کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے۔ وہ کشتیوں پر چڑھائی جاتی کھالوں پر لگائی جاتی ہے اور چراغ جلانے کے کام میں آتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں نہیں وہ حرام ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ابوسفیان نے ہرقل سے کہا وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں مردار سے اور خون سے روکتے ہیں۔ وہ جانور بھی حرام ہے جس کو ذبح کرنے کے وقت اللہ کے سوا دوسرے کا نام لیا جائے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر فرض کر دیا ہے کہ وہ اسی کا نام لے کر جانور کو ذبح کرے پس اگر کوئی اس سے ہٹ جائے اور اس کے نام پاک کے بدلے کسی بت وغیرہ کا نام لے خواہ وہ مخلوق میں کوئی بھی ہو تو یقیناً وہ جانور بالاجماع حرام ہو جائے گا *

حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر آج تک یہ چاروں چیزیں حرام رہیں کسی وقت ان میں سے کوئی بھی حلال نہیں ہوئی (۱) مردار (۲) خون (۳) سور کا گوشت (۴) خدا کے سوا دوسرے کے نام کی چیز۔

البتہ بنو اسرائیل کے گناہ کی وجہ سے بعض غیر حرام چیزیں بھی ان پر حرام کر دی گئی تھیں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ وہ دوبارہ حلال کر دی گئی تھیں۔ بنو اسرائیل نے آپ کو سچا نہ جانا اور آپ کی مخالفت کی (ابن ابی حاتم) الْمُنْخَنِقَةُ جس کا گلا گھٹ جائے خواہ کسی نے عمداً گلا گھونٹ کر گلا مروڑ کر اسے مار ڈالا ہو خواہ خود اس کا گلا گھٹ گیا ہو مثلاً اپنے کھونٹے میں بندھا ہوا ہو اور بھاگنے لگا لیکن اسی گلے میں آ پڑا اور کھینچ کھا کر مر گیا پس یہ حرام ہے۔ مَوْقُوْذَةُ وہ ہے جس جانور کو کسی نے ضرب لگائی لکڑی وغیرہ ایسی چیز سے جو دھار دار نہیں اور اسی سے وہ مر گیا تو وہ بھی حرام ہے۔ جاہلیت میں یہ بھی دستور تھا کہ جانور کو لٹھ سے مار ڈالتے پھر کھاتے قرآن نے ایسے جانور کو حرام بتلایا۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں معراض سے شکار کھیلتا ہوں تو کیا حکم ہے یا رسول اللہ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اسے پھینکے اور وہ جانور کو زخم دے تو کھا سکتا ہے اور اگر وہ چوڑائی کی طرف لگے تو وہ جانور لٹھ مارے ہوئے کے حکم میں ہے اسے نہ کھا" پس آپ نے اس میں جو دھار اور نوک سے شکار کیا ہو اور اس میں جو چوڑائی کی جانب سے لگا ہو فرق کیا ہے اول کو حلال اور دوسرے کو حرام۔ فقہا کے نزدیک بھی یہ مسئلہ اتفاقی ہے * صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو چیز خون بہائے اور اس پر اللہ کا ذکر کیا جائے اسے کھا لیا کرو" مُتَرَدِّيَةُ وہ ہے جو پہاڑ سے یا کسی بلند جگہ سے گر کر مر گیا ہو وہ جانور بھی حرام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہی فرماتے ہیں۔ قتادہ فرماتے ہیں یہ وہ ہے جو کنویں میں گر پڑا۔ نَطِيحَةُ وہ ہے جسے دوسرا جانور سینگ وغیرہ سے ٹکر لگائے اور وہ اس صدمہ سے مر جائے گو اس سے زخم بھی ہوا ہو اور گو اس سے خون بھی نکلا ہو بلکہ گو ٹھیک ذبح کرنے کی جگہ ہی لگا ہو اور خون بھی نکلا ہو۔ مَا اَكَلَ السَّبُعُ مراد وہ جانور ہے جس پر شیر یا بھیڑیا یا چیتا یا کتا وغیرہ درندہ حملہ کرے اور اس کا کوئی حصہ کھا جائے اور اس سبب سے وہ مر جائے تو اس جانور کا کھانا بھی حرام ہے

اگرچہ اس سے خون بہا ہو مگر اگرچہ ذبح کرنے کی جگہ سے یہ خون نکلا ہو تاہم وہ جانور بالاجماع حرام ہے اہل جاہلیت ایسے جانور کا بقیہ کھایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس سے منع فرمایا مگر وہ جسے تم ذبح کرلو یعنی گلا گھونٹا ہوا، لٹھ مارا ہوا، اوپر سے گر پڑا ہوا، سینگ اور ٹکر لگا ہوا، درندوں کا کھایا ہوا اگر اس حالت میں تمہیں مل جائے کہ اس میں جان باقی ہو اور تم اس پر باقاعدہ نام خدا لے کر (بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر) چھری پھیر لو تو پھر یہ جانور تمہارے لئے حلال ہو جاتے ہیں نُصُب پر جو جانور ذبح کئے جائیں وہ بھی حرام ہیں۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں یہ پرستش گاہیں کعبہ کے ارد گرد تھیں۔ ابن جریجؒ فرماتے ہیں یہ تین سو ساٹھ بت تھے جاہلیت کے عرب ان کے سامنے اپنے جانور قربان کرتے تھے اور ان میں سے جو بیت اللہ کے بالکل متصل تھا اس پر ان جانوروں کا خون چھڑکتے تھے اور گوشت کو ان بتوں پر بطور چڑھاوے کے چڑھاتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے یہ کام مومنوں پر حرام کیا اور ان جانوروں کا کھانا بھی حرام کردیا *

اَزلام سے تقسیم کرنا جو حرام ہے وہ وہ ہے جو جاہلیت کے عرب میں دستور تھا انہوں نے تین تیر رکھ چھوڑے تھے ایک پر لکھا تھا اِفْعَلْ یعنی کر، دوسرے پر لکھا ہوا تھا لَا تَفْعَلْ یعنی نہ کر، تیسرا خالی تھا۔ بعض کہتے ہیں ایک پر لکھا تھا مجھے میرے رب کا حکم ہے، دوسرے پر لکھا تھا مجھے میرے رب کی ممانعت ہے تیسرا خالی تھا اس پر کچھ بھی لکھا ہوا نہ تھا۔ وہ لوگ بطور قرعہ اندازی کے کسی کام کے کرنے نہ کرنے میں جب انہیں تردد ہوتا تو ان تیروں کو نکالتے اگر حکم کا تیر نکلتا تو اس کام کو کرتے اگر ممانعت کا تیر نکلتا تو باز آجاتے۔ اگر خالی تیر نکلتا تو پھر نئے سرے سے قرعہ اندازی کرتے ازلام جمع ہے زلم کی۔ استقسام کے معنی ان تیروں سے تقسیم کی طلب ہے۔ قریشیوں کا سب سے بڑا بت ہبل خانہ کعبہ کے اندر کے کنوئیں پر نصب تھا جس کنوئیں میں کعبہ کے ہدیے اور اموال جمع رہا کرتے تھے اس بت کے پاس سات تیر تھے جن پر کچھ لکھا ہوا تھا جس کام میں اختلاف پڑتا یہ قریشی یہاں آکر ان تیروں میں سے کسی تیر کو نکالتے اور اس پر جو لکھا پاتے اسی کے مطابق عمل کرتے صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مجسمے گڑے ہوئے پائے جن کے ہاتھوں میں تیر تھے تو آپ نے فرمایا اللہ انہیں (مشرکین قریش کو) غارت کرے انہیں خوب معلوم ہے کہ ان بزرگوں نے کبھی تیروں سے فال نہیں لی۔ (بحوالہ ابن کثیر)

● اے مسلمانو! آج کے دن آج کی تاریخ کفار عرب تمہارے دین کی طرف سے مایوس ہو گئے اب انہیں اس کی لالچ کہ اسلام ایک عارضی دین ہے کچھ دن بعد ختم ہو جائے گا اور مسلمان پھر ہمارے دین میں

آ جائیں گے مگر فتح مکہ حجۃ الوداع اسلام کی شان و شوکت ہر طرف سے لوگوں کا آنا مسلمان ہونا دیکھ کر اب مایوس ہو گئے۔ انہیں یقین کامل ہو گیا کہ اس دین کی بنیادیں بہت پختہ ہیں۔ لہٰذا اے مسلمانو! تم کفار سے نہ ڈرو بے دھڑک ہو کر اپنے دین پر علانیہ عمل کرو۔ ہاں مجھ سے ڈرتے رہو کہ مجھ سے ڈرنا تقویٰ و پرہیزگاری کی اصل ہے۔ آج میں نے تمہارا دین کامل فرما دیا کہ جو اصول و قواعد و احکام آنے تھے سب آ چکے۔ ذات، صفات، عبادات، معاملات میں یہ دین کامل ہو گیا۔ اور تم پر اپنی نعمت میں نے پوری فرما دی کہ فتح مکہ ہو گئی فرعی مسائل منضبط ہو گئے اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام پسند فرما لیا اس دین سے میں راضی ہو گیا۔ اسلام کے سوا کسی دین پر اب میری رضا نہیں۔ اسلام کے سوا ہر دین پر میرا غضب ہی ہے۔ چونکہ یہ دین مکمل ہے قیامت تک اس میں انتظام ہے کہ بعض وقت مجبوریں ہو جاتے تو ان کے متعلق بھی ذکر آ گیا کوئی مسلمان عداوت کرنے والا بھوک پیاس میں یعنی کہ حرام غذا کھانے پر مجبور ہو جائے گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو ہم اس کی پکڑ نہیں فرمائیں گے * یا وہ گناہ گار نہ ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے مہربان بھی وہ کریم ایسے مجبوروں کو پکڑتا نہیں بخش دیتا ہے۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: ● حُرِّمَتْ "حرام کی گئی۔ حلال کا مقابل۔ قطعاً حرام کرنے کا منکر کافر ● عَلَیْکُمْ تم پر تمہارے اوپر ● اَلْمَیْتَةُ مردار یعنی وہ جانور جو بلا ذبح شرعی مر جائے ● اَلدَّمُ یعنی بہتا ہوا خون (دم مسفوح) ● لَحْمُ گوشت ● لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ اسی میں سور کی چربی وغیرہ اس کے جسم کے دوسرے اجزاء بھی شامل ہیں ● اُهِلَّ پکارا گیا، اہلال سے ہے ● اَلْمُنْخَنِقَةُ گلا گھونٹ کر مارا ہوا۔ خنق سے ہے ● اَلْمَوْقُوْذَةُ چوٹ کھا کر مرا ہوا ● اَلْمُتَرَدِّیَةُ وہ (حلال) جانور جو اونچائی سے گر کر ذبح کرنے سے پہلے مر جائے۔ پہاڑ سے گر کر مر جانا، یا کنوئیں میں گر کر مر جانا بھی اسی کے تحت میں آ جاتا ہے ● اَلنَّطِیْحَةُ وہ جانور جسے دوسرا جانور سینگ گھونپ کر ہلاک کر دے۔ یہ نطح سے بنا ہے ● سَبُعُ درندہ ● ذَکَّیْتُمْ تم نے ذبح کیا، تَذْکِیَةٌ سے جس کے معنی ذبح کرنے کے ہیں ● ذُبِحَ وہ ذبح کیا گیا۔ ذبح، حلقوم اور آس پاس کی رگوں کو دھار دار چیز سے (بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر) کاٹنے کا نام ہے یہ ہے اختیاری ذبح اور ذبح اضطراری جب کہ جانور قبضہ میں نہ ہو اس کے جسم میں کوئی دھار دار چیز چبھو کر خون بہا دینے کو کہتے ہیں جیسے خشک کنوئیں میں بکری گر گئی وہاں مرنا جاری ہے تو بانس میں نیزہ باندھ کر اس کے جسم میں کسی جگہ بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر مار دیا جائے خون بہہ جائے تو ذبح ہو گئی حلال ہے ● نُصُبٌ ہر گاڑھی ہوئی چیز نصب ہے اس کی جمع انصاب ہے ● اِسْتِقْسَام قسم کا خواستگار ہونا اور

جوے کے تیروں سے حصہ کی تقسیم چاہنا۔ ہر ایک کا حصہ وہی آتا ہے جو اس کی قسمت میں ہوتا ہے اور قسمت میں جو ہو اس کے مانگنے کا نام استقسام ہے اس لئے اس طرح سے قسمت آزمائی کرنے کو استقسام کہتے ہیں ● اَزْلَام تیر۔ زُلَمٌ کی جمع۔ زلم اس تیر کو کہتے ہیں جس میں پر نہ ہو ● فِسْقٌ
5:3 گناہ، نافرمانی کرنا، حدود شریعت سے نکل جانا، گناہ کبیرہ کرنا ● اَلْیَوْمَ دن، طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ● یَئِسَ ناامید ہو چکے ● خَشِیَ وہ ڈرا، اس نے خوف کھایا ● اَکْمَلْتُ میں نے کامل کر دیا، میں نے پورا کر دیا ● اَتْمَمْتُ میں نے پورا کر دیا ● رَضِیْتُ میں راضی ہوا، میں خوش ہوا، اس نے پسند کیا ● مَخْمَصَۃٌ ایسی بھوک جس سے پیٹ لگ جائے، وہ بھوک جو ہلاکت کے قریب کر دے ● مُتَجَانِفٌ گناہ کی طرف میلان (رغبت) کرنے والا ● اِثْمٌ گناہ۔ (لغات القرآن، تفاسیر وغیرہ)

۞ تم پر حرام کر دیا گیا ہے مردار (یعنی جس کی روح خود بغیر کسی بیرونی سبب کے بدن سے نکلی ہو) اور خون اور خنزیر کا گوشت (سور کا گوشت اور اس کے جسم کا ہر حصہ نجس ہے) اور وہ جانور جس پر (یعنی جس کو ذبح کرنے کے وقت) اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو اور وہ جانور جو گلا گھونٹنے سے مرا ہو اور چوٹ کھا کر مرا ہوا جانور (ایام جاہلیت میں لوگ جانور کو لاٹھی اور پتھر سے مار کر قتل کرتے اور پھر کھا لیتے تھے) اوپر سے لڑھک کر نیچے گر کر مرا ہوا گڑھے میں گر کر ذبح کرنے سے پہلے مر گیا ہو اور ٹکر سے مرا ہوا اور وہ جانور جس کو درندہ نے کچھ کھا کر باقی حصہ چھوڑ دیا ہو (اور جانور کو پکڑنے سے ذبح سے پہلے وہ شکار مر گیا) تو وہ حرام ہے اس کو کھانا جائز نہیں۔ مگر وہ جانور (حلال ہے جس کو مرنے سے پہلے) تم ذبح کر لو۔ مذکیہ سے یہاں ذبح مراد ہے جس کی حقیقت صرف یہ ہے کہ جانور کی طبعی حرارت کو بدن سے نکال دیا جائے لیکن شریعت میں (ہر طریقہ سے ازالہ حرارت کو تذکیہ نہیں کہا جاتا بلکہ ایک خاص طریقہ سے ابطال حیات کا نام تذکیہ ہے) یعنی بالارادہ اللہ کا نام لے کر حلق و لبہ کو کاٹ کر یا چھید کر ابطال حیات کرنے کا نام شرعاً تذکیہ ہے ✱ اور جس جانور کو تھانوں پر ذبح کیا گیا ہو حرام کر دیا گیا اور جوئے کے تیروں سے تمہارا فال نکالنا بھی حرام کر دیا گیا یہ سب گناہ ہیں ✱ نزول آیت کا دن الیوم سے مراد ہے (یا وقت حاضر)۔ دین کی طرف سے کافروں کی ناامیدی کا یہ معنی ہے کہ دین اور اہل دین کے مغلوب ہونے اور دین کو چھوڑ کر مسلمانوں کے مرتد ہونے سے کافر مایوس ہو گئے۔ لہٰذا ہدایت ربانی ہے کہ اے مسلمانو! کافروں سے نہ ڈرو بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صرف مجھ ہی سے ڈرو ✱ اب میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا یعنی اصول عقائد کی صراحت کر دی فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، حلال، حرام، مکروہات، مفسدات مشروعات جیسے مفسد صوم و صلوٰۃ و بیع وغیرہ اور

غیر مخصوص میں اختیار کرکے قوانین ہر چیز سے واقف کر دیا۔ یہ آیت شریفہ ۹/ذوالحجہ سنہ ۱۰ھ مقام عرفات
بروز جمعہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ نعمتیں یعنی قرآن جیسی کتاب نبی اعظم
محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء جیسا رسول اور ہادی عطا فرمایا۔ ہدایت کی راہ تم پر روشن کر دی
اور اس پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائی۔ مکہ جہاں کفر و شرک کی حکومت تھی وہاں آج پرچم
اسلام لہرا رہا ہے جہاں لات و ہبل کی پرستش ہوا کرتی تھی وہاں اللہ وحدہ لاشریک کے
حضور میں پیشانیاں سربسجود ہیں۔ دین اسلام جو تمام سابقہ انبیاء اور رسل کا دین تھا وہی دین
اپنی کامل صورت میں تمہارے لئے پسند کر لیا گیا ہے اب اس میں اضافہ اور تبدیلی کی گنجائش
نہیں۔ یہ آیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی واضح دلیل ہے۔ *
جن چیزوں کے حرام ہونے کا حکم ہوا ہے وہ اوپر مذکور ہو چکی ہیں اس کے بعد فرمایا کہ اگر کوئی شخص
ایسی حالت میں ہو کہ اسے کھانے کے لئے ان چیزوں کے علاوہ اور کوئی چیز میسر نہ ہو تو اس نے اگر اپنی
جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت ان میں سے کوئی چیز کھالی تو اس سے باز پرس نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ
بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ ٱلطَّيِّبَٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ ٱلْجَوَارِحِ
مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ ٱللَّهُ ۖ فَكُلُوا۟ مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَٱذْكُرُوا۟
ٱسْمَ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَرِيعُ ٱلْحِسَابِ ۝ ٱلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ
ٱلطَّيِّبَٰتُ ۖ وَطَعَامُ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَٱلْمُحْصَنَٰتُ
مِنَ ٱلْمُؤْمِنَٰتِ وَٱلْمُحْصَنَٰتُ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ
أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَٰفِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِىٓ أَخْدَانٍ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِٱلْإِيمَٰنِ
فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُۥ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ۝

پوچھتے ہیں آپ سے کہ کیا کیا حلال کیا گیا ہے ان کے لئے آپ فرما دیجئے کہ حلال کی گئی ہیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور (شکار) ان کا سکھایا ہے تم نے جنہیں شکاری جانوروں سے شکار پکڑنے کی تعلیم دیتے ہوئے۔ تم سکھاتے ہو انہیں (وہ طریقہ) جو سکھایا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے تو کھاؤ اس میں سے جو پکڑ رکھیں تمہارے لئے اور لیا کرو اللہ کا نام اس جانور پر اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ تیز ہے (محاسبہ فرمانے میں) حساب لینے میں * آج حلال کر دی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا جنہیں دی گئی کتاب۔ حلال ہے تمہارے لئے اور تمہارا کھانا حلال ہے ان کے لئے اور (حلال ہیں) پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن عورتیں ان لوگوں کی جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے۔ جب دے دو تم انہیں ان کا مہر ان کے پاکباز بنتے ہوئے نہ بدکاری کرتے ہوئے اور نہ چوری چھپے آشنا بناتے ہوئے اور جو انکار کرتا ہے ایمان کا تو ضائع ہو گیا اس کا عمل اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہو گا۔ (۵/ ۴ اور ۵)

۴۔ ارشاد ہو رہا ہے حلال چیزوں کے دریافت کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ تمام پاک چیزیں تم پر حلال ہیں۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ قبیلہ طائی کے دو شخصوں حضرت عدیؓ بن حاتم اور زید بن مہلہل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مردہ جانور تو حرام ہو چکا اب حلال کیا ہے اس پر یہ آیت اتری۔ حضرت سعیدؒ فرماتے ہیں یعنی ذبح کئے ہوئے جانور حلال طیب ہیں۔ مقاتلؒ فرماتے ہیں ہر حلال رزق طیبات میں داخل ہے * تمہارے لئے شکاری جانوروں کے ذریعہ کھیلا ہوا شکار بھی حلال کیا جاتا ہے مثلاً سدھے ہوئے کتے اور شکرے وغیرہ کے ذریعہ۔ یہی مذہب ہے جمہور صحابہ، تابعین ائمہ وغیرہ کا۔ حضرت ابن عباسؓ سے نقل ہوا کہ شکاری سدھے ہوئے کتے، باز، چیتے، شکرے وغیرہ، ہر وہ پرند جسے شکار کرنے کی تعلیم دی جا سکتی ہو اور بھی بہت سے بزرگوں سے یہی نقل ہوا کہ کھیلانے والے جانوروں اور ایسے ہی پرندوں میں سے جو بھی تعلیم حاصل کرلے ان کے ذریعہ شکار کھیلنا حلال ہے۔

لیکن حضرت مجاہدؒ سے نقل ہے کہ انہوں نے تمام شکاری پرندوں کا کیا ہوا شکار مکروہ کہا ہے اور دلیل میں
وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ پڑھا ہے۔ سعید بن جبیرؒ سے بھی اسی طرح روایت کی
گئی ہے ضحاک اور سدی کا بھی یہی قول ابن جریر میں ہے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں باز وغیرہ پرند
جو شکار پکڑیں اگر وہ تمہیں زندہ مل جائے تو ذبح کر کے کھاؤ ورنہ نہ کھاؤ۔ لیکن جمہور علماء اسلام
کا فتویٰ یہ ہے کہ شکاری پرندوں کے ذریعہ جو شکار ہو اس کا اور شکاری کتوں کے کئے ہوئے شکار
کا ایک ہی حکم ہے اس لئے کہ وہ بھی اپنے پنجوں کے ذریعہ کتے کی طرح شکار کھیلتا ہے حیوان میں فرق
کرنے کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی چاروں ائمہ وغیرہ کا مذہب بھی یہی ہے امام ابن جریر بھی اسی کو پسند
کرتے ہیں اور اس کی دلیل میں اس حدیث کو لاتے ہیں کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے باز کے کئے ہوئے شکار کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا جس جانور کو وہ تیرے لئے روک
رکھے تو اسے کھالے * فرمایا: تم نے انہیں اس میں سے کچھ سکھا دیا ہو جو خدا نے تمہیں سکھا رکھا ہے یعنی
جب تم چھوڑو تو وہ شکار پر جائے اور جب تم روکو تو رک جائے اور شکار پکڑ کر تمہارے لئے روک
رکھے تاکہ تم جا کر اسے لے لو تو اس نے خود اپنے لئے اسے شکار نہ کیا ہو اسی لئے اس کے بعد ہی فرمایا
جب شکاری جانور سدھا ہوا ہو اور اس نے اپنے چھوڑنے والے کے لئے شکار کیا ہو اور اس نے بھی
اس کے چھوڑنے کے وقت خدا کا نام لیا ہو تو وہ شکار مسلمانوں کے لئے حلال ہے گو وہ شکار مر بھی گیا ہو
اس پر اجماع ہے اس آیت کی سند کے مطابق ہی صحیحین کی یہ حدیث ہے کہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ
نے کہا یا رسول اللہ! میں اللہ کا نام لے کر اپنے سدھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑتا ہوں تو آپ نے فرمایا
"جس جانور کو وہ پکڑ رکھے تو اسے کھالے اگرچہ کتے نے اسے مار بھی ڈالا ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کے
ساتھ شکار کرنے میں دوسرا کتا نہ ملنا چاہئے اس لئے کہ تو نے اپنے کتے کو خدا کا نام لے کر چھوڑا ہے
دوسرے کو بسم اللہ پڑھ کر نہیں چھوڑا" میں نے کہا - میں نوکدار لکڑی سے شکار کھیلتا ہوں تو آپ نے
فرمایا "اگر وہ اپنی تیزی کی طرف سے زخمی کرے تو کھالے اور اگر اپنی چوڑائی کی طرف سے لگا ہو تو
نہ کھا کیونکہ وہ لٹھ مارا ہوا ہے * اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ تم کھاؤ حلال جانوروں کو تمہارے
یہ شکاری جانور پکڑ لیں اور تم نے ان کے چھوڑنے کے وقت خدا کا نام یاد کر لیا ہو * شکار کے لئے جانور
کو چھوڑتے وقت اور تیر چلاتے وقت بسم اللہ پڑھنا شرط ہے جمہور کا مذہب بھی یہی ہے کہ اس
آیت اور حدیث شریف سے مراد جانور چھوڑنے کا وقت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ
شکاری جانور کو بھیجتے وقت بسم اللہ کہہ لے ہاں اگر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں بعض لوگ کہتے
ہیں کہ مراد کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنا ہے جیسے کہ صحیحین میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا - "اللہ کا نام لے اور اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھا" صحیح بخاری

شریف میں حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں وہ نو مسلم ہیں اس کا علم نہیں ہوتا کہ انہوں نے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں تو کیا ہم اسے کھائیں۔ آپ نے فرمایا "تم خود خدا کا نام لے لو اور کھاؤ"۔ مسند میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چھ صحابہ کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے تو ایک اعرابی نے آ کر دو لقمے اٹھائے تو آپ نے فرمایا "اگر یہ بسم اللہ کہہ لیتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہو جاتا۔ تم میں سے جب کوئی کھانے بیٹھے تو بسم اللہ پڑھ لیا کرے اگر اول میں بھول گیا تو جب یاد آجائے کہہ دے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ اٰخِرَهٗ"* ایک شخص نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں شکایت کی کہ ہم کھاتے ہیں لیکن ہمارا پیٹ نہیں بھرتا تو آپ نے فرمایا "شاید تم الگ الگ کھاتے ہو گے کھانا سب مل کر کھاؤ اور بسم اللہ کہہ لیا کرو اس میں اللہ کی طرف سے برکت دی جائے گی۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۵۔ اب (تکمیل دین کے بعد) تمہارے لئے تمام پاکیزہ (حلال) چیزیں (قیامت تک کے لئے) جائز کر دی گئیں۔ تکمیل دین کے بعد چونکہ کوئی حکم منسوخ نہیں کیا گیا اس لئے قیامت تک یہ حلت باقی رہے گی اس فقرہ کی تکرار تاکید کے لئے ہے۔ طَیِّبٰتُ (پاکیزہ) خَبَائِثُ (ناپاک گندہ) کی ضد ہے اس جگہ طیبات کا لفظ مجمل ہے جن احادیث مبارکہ میں طیبات و خبائث کی تفصیل آئی ہے وہ اس مجمل کا بیان ہو جائیں گی۔ اس کے بعد اس واقعہ جس کے متعلق نص کا ورود ہوا ہے دوسری مشابہ چیز کو قیاس کر لیا جائے گا (اصل بات یہ ہے کہ قرآن مجید "شارع" ہے اور حدیث شریف "شارح" یعنی قرآن پاک دستور ہے اور حدیث مبارکہ نے اس کی شرح کی ہے اور آئین کا اظہار کیا ہے۔ مجمل کی وضاحت حدیث سے ہوتی ہے پھر اہل اجتہاد غور کرتے ہیں اور حکم کی علت کو سمجھتے ہیں اگر قرآن و حدیث میں علت اور سبب بیان کر دیا گیا ہے تو جہاں جہاں وہ سبب پایا جاتا ہے وہاں وہی حکم نافذ کرتے ہیں جو اصل نص میں موجود ہے اور اگر علت منصوص نہیں ہوتی تو مجتہد خود غور کر کے علت کا استنباط کرتا ہے اور اسی علت قیاسیہ کی روشنی میں تمام جزئیات کے احکام کا استنباط اور استخراج کرتا ہے اس کی مزید تشریح اصول فقہ کی کتابوں میں بیان کر دی گئی ہے) طیب اور خبیث کو پہچاننے کا ضابطہ یہ ہے کہ نص (یعنی قرآن و حدیث) نے جس چیز کو حلال کہا ہے اس کو طیب کہا جاتا ہے اور جس کو حرام قرار دیا ہے اس کو خبیث کہا جاتا ہے اور جس کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے اور خبیث و فاسق کہا ہے وہ خبیث و حرام ہو گا مثلاً حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ (جانور) ہیں جن کو حرم کے اندر اور احرام کی حالت میں قتل کر دینے میں کوئی گناہ نہیں چوہا، کوا، چیل، بچھو، کاٹنے والا کتا۔ (متفق علیہ) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں

آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ (جانور) فاسق (یعنی ایذا رساں) ہیں حل و حرم میں ان کو قتل کیا جا سکتا ہے۔ سانپ، کوا، چوہا، کاٹنے والا کتا اور چیل (متفق علیہ) سانپ کے متعلق حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے جب سے ان سے ہماری مخالفت ہوئی ہم نے ان سے صلح نہیں کی جو شخص ڈر کے مارے ان کو (قتل کرنے سے) چھوڑ دیتا تھا وہ ہم سے نہیں (رواہ ابوداود) حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام سانپوں کو قتل کردو جو ان کے انتقام سے ڈرتا تھا مجھ سے نہ ہوتا (یعنی اس کا تعلق مجھ سے نہ ہوتا، میری جماعت میں سے نہ ہوتا) رواہ ابوداود والنسائی۔ اور جس کے متعلق نص نہیں آتی (قرآن و حدیث میں اس کو نہ طیب کہا گیا نہ خبیث) تو وہاں قیاس سے کام لیا جاتا تھا۔ عرب کی نفیس سلیم طبیعت جس کو پاکیزہ مانتی اس کو طیب اور جس کو ان کی طبیعت ناپاک اور گندہ سمجھتی اس کو خبیث قرار دیا جاتا تھا۔ تمام صحابہؓ مردار کھانے والے جانوروں سے نفرت کرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے نخعی کے طریق سے یہی نقل کیا ہے اسی لیے جمہور علماء کا فیصلہ ہے کہ جو چوپایہ یا پرندہ مردار خوار ہے وہ حرام ہے * فرمایا ۔۔۔ اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے طعام سے مراد ہے ذبیحہ کیونکہ دوسرے کھانوں کی حلت اہل کتاب کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ اہل کتاب سے مراد ہیں کتابی ہیں * اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے * زجاج کے نزدیک حلت کا خطاب مومنوں سے ہے مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب کو کھانا کھلانا تمہارے لئے حلال ہے۔ بیضاوی نے زجاج کے مطلب کو زیادہ صحیح الفاظ میں واضح کیا ہے کہ اہل کتاب کو کھانا کھلانے اور ان کے ہاتھ فروخت کرنے میں مسلمانوں پر کوئی گناہ نہیں اگر اہل کتاب کے لئے مسلمانوں کا کھانا حلال نہ ہوتا تو پھر مسلمانوں کے لئے اہل کتاب کو کھلانا بھی ناجائز ہوتا * مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے کے لئے ایمان کی شرط نہیں ہے ہاں مسلم عورتوں سے نکاح کے لئے ایماندار ہونے کی شرط ہے * اور پارسا عورتیں ایمان والیوں اور پارسا عورتیں ان لوگوں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی۔ اس کا عطف الطیبات پر ہے۔ بغوی نے کہا المحصنٰت سے کیا مراد ہے۔ علماء کا اس کے متعلق اختلاف ہے اکثر علماء کے نزدیک اس لفظ سے مراد ہیں آزاد عورتیں جو باندیاں نہ ہوں مومن ہوں یا کتابی، ان کا چلن برا ہو یا پارسا رہا ہو، مجاہد کا یہی قول ہے * بعض علماء کے نزدیک المحصنات سے پاکدامن عورتیں مراد ہیں * اس آیت کے عموم کا تقاضا ہے کہ حربی کتابیہ کے ساتھ بھی نکاح جائز ہو اجماع علماء بھی اسی پر ہے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا مسلمان نصرانی عورت سے نکاح کر سکتا ہے مگر عیسائی مرد مسلمان عورت سے نکاح نہیں کر سکتا) * جبکہ تم ان کے مہر ادا کردو۔ حلت نکاح کو ادائے مہر سے مشروط کرنے سے غرض دو باتوں کا اظہار ہے مہر کے وجوب کی تاکید اور ادائے مہر کی افضلیت و اولی

قرار دینے کے بعد ادائیگی کی ترغیب * اس طرح سے کہ تم بھول نہ جاؤ ۔ نہ تو مسلمانوں سے کفار کی طرح نہ
حقیقی آشنائی اور بصیرت ( قرآنی اسلام ) کا انکار کرتے تھا اس اعمال ( اچھے اور نیک ) اکارت
جاتے تھے ۔ قبولِ اعمال کے لئے ایمان شرط ہے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوتا ۔ (بحوالہ تفہیم القرآن)

مفردات مزید : یَسْئَلُوْنَکَ آپ سے پوچھتے ہیں ● اُحِلَّ وہ حلال کردیا گیا ● طَیِّبٰت ستھری چیزیں، نفیس اشیاء، پاک چیزیں، پاکیزہ چیزیں، عمدہ چیزیں ۔ وہ پاک اور لذیذ غذائیں جسے طبع سلیم قبول کرلے ۔ وہ چیزیں جن سے حواس لذت اٹھائیں اور جی مزہ پائے ● الْجَوَارِح شکاری جانور، زخمی کرنے والے ۔ جَارِحَۃٌ کی جمع جس کے معنی شکاری جانور کے ہیں خواہ پرندہ ہو یا درندہ جَرْحٌ سے مشتق ہے جس کے معنی زخمی کرنے کے ہیں ● مُکَلِّبِیْنَ مکلب کی جمع ۔ مکلب کے معنی (۱) کتے کو (شکار) کی تعلیم دینے والا (۲) شکار پر چھوڑنے (چھیلنے) والا ● اَمْسَکْنَ انہوں نے روک رکھا ● طَعَام کھانا، خوراک، خوردنی، کھلانا، جو چیز کھائی جائے اس کا نام ہے اَطْعِمَۃٌ جمع ۔ اور کبھی طعام اسم ہوتا ہے بمعنی اطعام یعنی کھلانے کے جیسے کہ "عطا" اسم ہے بمعنی "اعطاء" کے (تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بہ تفسیر نیشاپوری ج ۲۹ ص ۳۶ ۔ برحاشیہ تفسیر ابن جریر * بحوالہ لغات القرآن) جیسا کہ آیہ کریمہ (وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ( اور مسکین کے کھانے پر رغبت نہیں دلاتا ) طعام بمعنی اطعام ہے ۔ یہ بھی واضح رہے کہ بعض اہل لغت صاحب قاموس اور ان کے متبعین نے طعام کے معنی گندم کے بھی بیان کئے ہیں لیکن ثبوت سے اس کی تخصیص کی کوئی وجہ لغت یا عرف کے اعتبار سے نہیں ہے بات یہ ہے کہ صدقہ فطر کی حدیث میں جو حضرت ابوسعید خدری کی روایت میں صَاعًا مِنْ طَعَامٍ وارد ہے یہاں بعض ائمہ نے بعض قرائن کی وجہ سے طعام سے گندم مراد لیا ہے لیکن اور ائمہ نے اس مراد کو تسلیم نہیں کیا ہے اور طعام سے یہاں بھی وہی اس کے عام اور اصل معنی ہی مراد لئے ہیں * ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ عہدِ نبوی کے بعد جب مسلمانوں میں فتوحات کی کثرت ہوئی اور مال غنیمت کی فراوانی ہوگئی تو کسی خاص خطہ میں گندم کے معنی میں اس کا استعمال بکثرت ہونے لگا ہو آیہ شریفہ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ میں طعام سے مراد ذبیحہ ہے ۔ امام ابوبکر احمد بن علی بن جصاص رازی احکام القرآن میں رقم طراز ہیں ۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) ابودرداء (رضی اللہ عنہ) حسن بصری، مجاہد ابراہیم نخعی قتادہ اور سدی سے مروی ہے کہ ذبائح مراد ہیں ظاہر اسی کا مقتضی ہے کیوں کہ ان کے ذبیحے ان کے طعام میں داخل ہیں اور اگر ہم لفظ کو اس کے عموم میں استعمال کریں تو وہ ذبیحے غیر ذبیحے سب ہی سب کھانوں پر مشتمل ہوتا مگر زیادہ ظاہر یہی ہے کہ خاص طور پر ذبائح ہی مراد ہیں کیوں کہ اور سب کھانے روٹی تیل اور تمام روغنیات کا حکم ان کے مالک کے اختلاف سے مختلف نہیں

ان دونوں کے بارے میں کسی کو شبہ ہی نہیں، خواہ ان کا بنانے والا اور تیار کرنے والا مجوسی ہو یا کوئی اور ان دونوں کے بارے میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف ہے۔ اسی طرح جو چیز ذبح نہ کی گئی ہو اس کی حرمت کا حکم بھی مختلف نہیں خواہ اس کا مارنے والا مسلمان ہو یا کتابی یا مجوسی۔ جب اللہ تعالیٰ نے طعام اہل کتاب کو اباحت کے ساتھ مخصوص فرمایا تو یہ ضروری ہے کہ حکم ذبائح ہی پر محمول ہو جن کے ذریعے ان کا حکم مختلف ادیان سے بدل جاتا ہے (احکام القرآن بحوالہ الفقہ) علامہ صدرالدین حسن بن محمد نیشاپوری لکھتے ہیں کہ اکثر مفسرین کے نزدیک یہاں طعام سے ذبائح مراد ہیں کیونکہ آیت کا ماقبل صید و ذبائح کے بیان میں ہے (تفسیر نیشاپوری بحوالہ الفقہ) ● اَلْمُحْصَنٰتُ آزاد عورتیں، پاکدامن اچھی عورتیں، پاکدامن عورتیں ● اُجُوْرَهُنَّ ان کا حق ان کا مہر ● مُحْصِنِيْنَ بیبیوں والے ● مُسٰفِحِيْنَ زنا کرنے والے ● اَخْدَانٍ چھپے آشنا ● حَبِطَ وہ اکارت ہوا۔ وہ ضائع ہوا، وہ نابود ہوا، وہ مٹ گیا (بحوالہ لغات القرآن)

● صحابہ نے دریافت کیا کہ حضور فرما دیں کہ ہمارے لئے کون سے جانور یا کون سی چیزیں حلال ہیں۔ فرما دو کہ تمہارے لئے تمام وہ لذیذ، مزیدار، پاک چیزیں اور جانور حلال ہیں جنہیں شریعت نے حرام نہ فرمایا اور تمہارے لئے ان شکاری جانوروں کے شکار بھی حلال ہیں جنہیں تم سکھا کر سدھا لو خواہ وہ چرند ہوں یا پرند۔ (کتا، چیتا، باز، شکرہ، شاہین وغیرہ) بشرطیکہ وہ تعلیم دیئے ہوئے ہوں۔ تم نے انہیں شکار کا وہ طریقہ سکھا دیا ہو جو رب تعالیٰ نے تم کو بتا دیا ہو یا بذریعہ الہام یا بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ایسے جانور جب شکار کریں تو تم وہ شکار کھاؤ جو انہوں نے تمہارے لئے روک رکھا اور اس میں سے خود نہ کھایا۔ ان کتوں کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو، اگر تم کتے کے منہ سے جانور زندہ پاؤ تو بسم اللہ سے ذبح کرو یا بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ ان تمام پابندیوں پر پورا عمل کرو۔ خدا سے ڈرو، شکار کے شوق میں حرام کو حلال کرنے کی کوشش نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارا اور ساری مخلوق کا پروردگار ہے اور بہت جلد حساب لے گا۔

● یہاں طعام سے مراد وہ جانور ہیں جنہیں ذبح کیا جاتا ہے یعنی وہ جانور جسے کسی یہودی اور نصرانی نے ذبح کیا ہو اس کا کھانا مسلمان کے لئے حلال ہے اگر ذبح کے وقت اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو پھر تو سب علماء اس کے حلال ہونے پر متفق ہیں لیکن اگر وہ عزیر علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام کا نام لے کر ذبح کریں تو کیا حکم ہے صاحب روح المعانی نے حسن سے نقل کیا ہے کہ اگر تو خود سنے کہ اس نے غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا ہے تو نہ کھا اور اگر تو نے خود نہیں سنا تو پھر حلال ہے ● محصنٰت کا معنیٰ ہے پاکدامن۔ حسن و دولت سے کہیں زیادہ اہم ان کا عفت و پاکدامنی ہے۔ پاکدامن عورتوں سے شادی کرو۔ یہی وہ اہم حکم تھا جس پر عمل کر کے جو عمارت اٹھائی جائے گی وہ زندگی میں پیش آنے والے سارے حادثات اور طوفانوں کا مقابلہ کر سکے گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا
قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا
بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِن كُنتُم
مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ
تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ ۚ
مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ
نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز ادا کرنے کے لئے تو (پہلے) دھولو اپنے چہرے اور اپنے بازو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور دھولو اپنے پاؤں ٹخنوں تک۔ اور اگر ہو تم جنبی تو (سارا بدن) پاک کرلو اور اگر ہو تم بیمار یا سفر پر یا آئے کوئی تم میں سے قضائے حاجت کرکے یا صحبت کی ہو تم نے عورتوں سے پھر نہ پاؤ پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے یعنی مسح کرلو اپنے چہروں اور اپنے بازوؤں پر اس سے نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ کہ رکھے تم پر کچھ تنگی بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ خوب پاک صاف کرے تمہیں اور پوری کرے اپنی نعمت تم پر تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو (۵/۶)

حکم وضو اس وقت ہے جب کہ آدمی بے وضو ہو۔ ایک جماعت کہتی ہے جب تم کھڑے ہو یعنی نیند سے جاگو۔ ان دونوں قولوں کا معنا وتقریباً ایک ہی ہے۔ جو بے وضو ہو اس پر وضو کرنے کا حکم وجوباً ہے اور جو باوضو ہو اس پر استحباباً۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے تازہ وضو کیا کرتے تھے (دارمی)۔ فتح مکہ کے دن آپ نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا اور اسی ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! آج آپ نے وہ کام جو آج سے پہلے نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے بھول کر ایسا نہیں کیا بلکہ قصداً یہ کیا ہے (مسند احمد)۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھا کرتے تھے ہاں وضو ٹوٹ جاتا تو پھر کر لیا کرتے تھے (ابن ماجہ) خلفاء رضی اللہ عنہم ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرتے تھے (ابن جریر) * آیت کے ان الفاظ سے کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو وضو کر لیا کرو علمائے کرام کی ایک جماعت نے استدلال کیا ہے کہ وضو میں نیت واجب ہے (وضو میں نیت کے وجوب کے قائل امام شافعیؒ ہیں امام ابوحنیفہؒ نے وضو میں نیت کو واجب نہیں کہا ہے) * منہ کے دھونے سے پہلے وضو میں بسم اللہ کہنا مستحب ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کا وضو ہی نہیں جو اپنے وضو پر بسم اللہ نہ کہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ وضو کے پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ان کا دھولینا مستحب ہے اور جب نیند سے اٹھا ہو تب تو سخت تاکید آئی ہے * منہ کی حد فقہا کے نزدیک لمبائی میں سر کے بالوں کے اگنے کی جگہ سے جو عموماً ہے وہاں سے ڈاڑھی کی ہڈی اور ٹھوڑی تک ہے اور چوڑائی میں ایک کان سے دوسرے کان تک۔ اس میں

اختلاف ہے کہ دونوں جانب کے وہ حصے جو بالوں کی حد سر کے حکم میں ہے یا منہ کے؟ اور داڑھی کے لٹکتے ہوئے بالوں کا دھونا منہ کے دھونے کی فرضیت میں داخل ہے یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ ان پر پانی بہانا واجب ہے اس لئے کہ منہ سامنے کرنے کے وقت اس کا ان سامنا ہوتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو داڑھی ڈھانپے ہوئے دیکھ کر فرمایا اسے کھول دے یہ بھی منہ میں داخل ہے * کلام عرب میں داڑھی منہ کے حکم میں ہے اور لفظ وجہ میں داخل ہے۔ داڑھی گھنی اور بڑی ہو تو اس کا خلال کرنا بھی کتب * صحاح وغیرہ میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرنے بیٹھتے تو کلی کرتے اور ناک میں پانی دیتے۔ ائمہ کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ دونوں وضو اور غسل میں واجب ہیں یا سنت۔ امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب تو وجوب کا ہے اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ سنت کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ غسل میں واجب اور وضو میں نہیں۔ ایک روایت امام احمدؒ سے ہے کہ ناک میں پانی دینا تو واجب اور کلی کرنا سنت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس وضو کرنے بیٹھے تو منہ دھویا ایک چلو پانی کا لے کر کلی کی اور ناک کو صاف کیا پھر ایک چلو لے کر داہنا ہاتھ دھویا پھر ایک چلو لے کر اس سے بایاں ہاتھ دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر پانی کا ایک چلو لے کر داہنے پاؤں پر اسے دھویا پھر ایک چلو سے بایاں پاؤں دھویا پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے الی المرافق سے مراد مع المرافق ہے۔ تو ہاتھوں کو کہنیوں تک نہیں بلکہ کہنیوں سمیت دھونا چاہیے * حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کے پاس پورے سر کا مسح فرض ہے۔ حنفیوں کا خیال ہے کہ چوتھائی سر کا مسح فرض ہے * ارجلکم لام کے زبر سے عطف ہے وجوھکم وایدیکم پر تاکہ ہے دھونے کے حکم کے * یہیں جمہور نے وضو کی ترتیب کے وجوب پر استدلال کیا ہے۔ صرف حضرت ابو حنیفہؒ اس کے مخالف ہیں وہ (وضو میں) وضو میں ترتیب کو شرط نہیں جانتے * پیروں کا دھونا فرض ہے جس کے بغیر وضو نہ ہوگا۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص نے وضو کیا اور اس کا پیر کسی حصہ سے ناخن برابر دھلا نہیں خشک رہ گیا تو آپ نے فرمایا لوٹ جا اور اچھی طرح وضو کر مسند میں ہے کہ ایک نمازی کو آپ نے نماز میں دیکھا کہ اس کے پیر میں درہم برابر حصہ خشک رہ گئی ہے تو اسے وضو لوٹانے کا حکم دیا * حضرت عمرو بن عبسہ کہتے ہیں یا رسول اللہ! مجھے وضو کی بابت خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا جو شخص وضو کا پانی لے کر کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی دیتا ہے اس کے منہ سے اور نتھنوں سے پانی کے ساتھ ہی خطائیں جھڑ جاتی ہیں جب کہ وہ ناک جھاڑتا ہے پھر جب وہ منہ دھوتا ہے جیسے کہ اللہ کا حکم ہے تو اس کے منہ کی خطائیں داڑھی اور داڑھی کے بالوں سے پانی کے گرنے کے ساتھ ہی جھڑ جاتی ہیں پھر وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے کہنیوں سمیت تو اس کے ہاتھوں کے گناہ اس کی پوروں کی طرف سے جھڑ جاتے ہیں پھر وہ مسح کرتا ہے تو اس کے سر کی خطائیں اس کے بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ

ہو جاتا ہے پھر جب وہ اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت حسب حکم خداوندی دھوتا ہے تو انگلیوں سے پانی ٹپکنے کے ساتھ ہی اُس کے پیروں کے گناہ بھی دور ہو جاتے ہیں (مسند، مسلم وغیرہ) حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کا قول ہے کہ سورہ مائدہ نازل ہونے کے بعد میں مسلمان ہوا۔ اپنے اسلام کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

● طہارت صغریٰ یعنی وضو کے بیان کے بعد طہارت کبریٰ یعنی غسل اور یہ نہ ہو سکے تو تیمم کا بیان فرمایا جاتا ہے۔ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا اس میں جنابت والے کے لئے طہارت یعنی غسل کا حکم ہے جس کی شرح قولاً و عملاً نبی علیہ السلام نے بیان فرمائی کہ پہلے نجاست دھوئے پھر وضو کرے تین بار تمام جسم پر پانی بہائے اور پاؤں بعد میں وہاں سے ہٹ کر دھوئے اگر جگہ اچھی نہیں ہے۔ اور جس عورت کے بال ایسے گندھے ہوئے ہوں کہ ان کے کھولنے کی ضرورت ہو تو صرف بالوں کے اوپر ہی سے پانی ڈال دینا کافی ہے بالوں کی جڑ تر کرنی ضروری نہیں۔ یہ بیان صحاح ستہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ امام ابوحنیفہؒ لفظ فاطهروا سے جس میں تاکید طہارت پائی جاتی ہے، غسل میں کلی کرنا، ناک میں پانی دینا بھی ضروری تصور کرتے ہیں۔ جنابت کہ جس پر غسل کرنا واجب ہے دو باتوں سے پائی جاتی ہے اول یہ کہ احتلام، دوم یہ کہ عورت سے صحبت کی جائے خواہ انزال ہو یا نہ ہو جمہور کا یہی مذہب ہے۔ پھر اس کے بعد وضو اور غسل کے قائم مقام بوقت ضرورت تیمم کا حکم دیتا ہے وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ الخ جمہور صحابہ کے نزدیک تیمم نہ صرف اس وقت کے لئے جائز ہے کہ جو وضو ہوتا ہے نہیں بلکہ حالت جنابت میں جو مرض یا پانی نہ ملنے کی وجہ سے غسل مضر ہوتا ہو تو اس کو بھی تیمم درست ہے جیسا کہ حدیث عمران بن حصین وغیرہ سے ثابت ہے (صحیحین) ابن مسعود اور حضرت عمرؓ ابتداء میں جنبی کے لئے تیمم کافی نہیں سمجھتے تھے پھر اس سے رجوع کیا۔ اس کے بعد اپنے احکام میں رحمت و طہارت روحانی و جسمانی اور دیگر فوائد مرعی رکھنے کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

معنویات مزید: قُمْتُمْ جب تم کھڑے ہو (جب تم نماز کو کھڑے ہو یعنی نماز ادا کرنے کا ارادہ کرو) فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ چہرہ کا دھونا وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ سر کا مسح کرنا یا پانی سے تر کیا ہوا ہاتھ اس پر پھیرنا (اغسلوا) أَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ پیروں کا ٹخنوں سمیت دھونا فَاطَّهَّرُوا یعنی غسل کرلو یا سارے جسم کو پانی سے دھو ڈالو جُنُبٌ دور، اجنبی، جنبی، جَنَبَ سے فعل کا استعمال معنی کے تحت ہوتا ہے اگر اپنے پہلو پر چل دینا یعنی دور کرنا دور ہونا، دوسرے

و نیچے بیٹھ گیا ہو گڑھا یعنی ناپاکی وہ مشتق ہوتا ہے ۔ یہاں جُنُبًا اول معنی کے اعتبار سے معنی مخاطب ہے
یعنی دور اور دیگر طرف ذکر مونث مفرد جمع سب کے لئے استعمال ہوتا ہے ۔ جنبی جسے جنابت لاحق ہو
یعنی جس پر غسل واجب ہو جنبی کو جُنُب اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب تک وہ غسل نہ کرے
نماز اور مسجد سے دور رہتا ہے ۔ **الغَآئِط** نشیبی وسیع میدان ، مراد قضاء حاجت کا مقام یا قضاء
حاجت ۔ عرب قضاء حاجت کے لئے نشیبی وسیع میدانوں میں جاتے تھے اس لئے بطور کنایہ مراد یا قضاء
حاجت کا مقام مراد ہے ۔ **صَعِیْدًا** زمین ، خاک ۔ صعید سے مراد مٹی کی جنس ہے جس چیز میں بھی اجزاء
ارضی شامل ہوں اس حکم میں آ جاتے ہیں ۔ **مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ** اللہ نہیں چاہتا ۔ (اللہ تعالیٰ صاحب ارادہ ہے)
**تطہیر** باب تفعیل سے ہے یعنی خوب اچھی طرح تمہیں پاک و صاف کر دے ۔ **لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ**
تم پر اپنی نعمت پوری کرے ۔ اتمام یعنی مکمل کر دینا نعمت سے مراد دنیوی اور اخروی نعمت ۔ دنیوی
نعمت تر و تازہ ثواب ہے جو غسل و وضو کرنے والے کو عطا ہوتا ہے ۔ اخروی نعمت قیامت کے دن اعضاء وضو کا چمکنا ہے

● اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو یا جب تم نماز کا ارادہ کرو اور اگر بے وضو ہو
تو تم پر فرض ہے کہ اپنا سارا منہ دھو لو سر کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو
سے دوسرے کان کی لو تک اور کہنیوں تک یعنی کہنیوں کے ساتھ دھو لو اور اپنے سر (کے بعض
حصہ) کا مسح کرو اور دونوں ٹخنوں تک پاؤں دھو لو یہ حکم اس وقت ہے جب تم بے وضو ہو
اور تم جنبی ہو تو وضو کی طرح کچھ خاص اعضاء نہ دھوؤ بلکہ خوب پاک ہو جاؤ اس طرح
کہ سر سے پاؤں تک تمام جسم دھو ڈالو ۔ ان دو پاکیوں کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی ★ حدث اصغر
(وضو کا ٹوٹنا) کے لئے غسل فرض نہیں کیا گیا کیونکہ اس کا واقع ہونا عام ہے لہٰذا ہر حدث اصغر پر
غسل میں دشواری ہے لہٰذا اس کے لئے وضو رکھا گیا ۔ البتہ جنابت جو کبھی کبھی لاحق ہوتی ہے اس کے لئے
غسل کو فرض قرار دیا گیا کہ ظاہری صفائی اور اعصاب و طبیعت کی درماندگی کا اس سے بہتر آسان
طریقہ کوئی دوسرا نہیں ۔ اس پر بھی اگر پانی نہ ملے یا پانی کے استعمال میں بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو
تیمم کرنے کی اجازت دے دی درحقیقت رحمت فرمائی گئی ۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے رعایت اور آسانی رکھی ہے
عبادت روح احکام اسلام ہے اور حکم الٰہی ہے جس کی اطاعت فرض ہے اس کے ظاہری اور روحانی فوائد
نا روا سمجھا یا گیا ہو تو نہیں ۔ یہاں بطور خاص بندوں کی بھلائی و بہبود کو بھی وضاحت سے
بیان فرمایا گیا ہے کہ وضو و غسل و تیمم سے مقصود تمہاری پاکیزگی اور طہارت ہے ۔ روحانی
طہارت کے لئے جسمانی پاکیزگی لازم ہے ۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي
اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا
اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ۧ

اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کے احسان کو جو تم پر ہے اور اس کے اس عہد کو بھی جو تم سے لیا گیا ہے جب کہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیوں کہ وہ دل کی باتیں جانتا ہے ★ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے لئے انصاف سے گواہی دینے کو کھڑے ہو جایا کرو، اور کسی قوم کی دشمنی سے انصاف کو ترک نہ کرو (اور) عدل کیا کرو۔ (کیوں کہ) یہی بات پرہیزگاری سے قریب تر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سے خبردار ہے ★ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کر لیا ہے ★ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ جہنم میں رہنے والے ہیں ★ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرو جو تم پر کیا ہے جب کہ ایک قوم (اہل مکہ) نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنا چاہیئے۔ (5/7تا11)

۷۔ اس دین عظیم اور اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر جو احسان اللہ تعالیٰ نے اس امت پر کیا ہے اسے یاد دلا رہا ہے اور اس عہد پر مضبوط رہنے کی انہیں ہدایت فرما رہا ہے جو مسلمانوں نے اللہ کے پیغمبر کی تابعداری اور امداد کرنے دین پر قائم رہنے اسے قبول کرنے اسے دوسروں تک پہنچانے کا کیا ہے اسلام لانے کے وقت انہی چیزوں کا ہر مومن اپنی بیعت میں اقرار کرتا ہے جیسا کہ صحابہ کے الفاظ ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی کہ ہم آپ کی بات سنیں گے اور مانیں گے خواہ طوعاً ہو یا کرہاً خواہ دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جائے اور کسی لائق شخص سے ہم کسی کام کو چھینیں گے نہیں باری تعالیٰ عزوجل کا ارشاد ہے کہ تم کیوں ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تمہیں رب پر ایمان

لانے کی دعوت دے رہے ہیں اور انھوں نے تم سے عہد بھی لے لیا ہے اگر تمہیں یقین ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آیت میں یہودیوں کو یاد دلائی جا رہی ہے کہ تم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے قول و قرار ہو چکے ہیں پھر آپ کو نہ ماننے کے کیا معنی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے ان کی ذریت نکال کر جو عہد اللہ رب العزت نے خود آدمؑ سے لیا تھا اسے یاد دلایا جا رہا ہے جو فرمایا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے اقرار کیا کہ ہاں (آپ ہمارا رب ہے) ہم اس پر گواہ ہیں لیکن پہلا قول زیادہ ظاہر ہے۔ یہی سدیؒ اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے اور امام ابن جریرؒ نے بھی اسی کو مختار بتلایا ہے۔ ہر حال میں انسان کو اللہ کا خوف رکھنا چاہئے۔ دلوں کے بھیدوں سے وہ واقف ہے (تفسیر ابن کثیر)

۸۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پابندی کرو اور ان پر ثابت قدم رہو بلکہ ان کی عظمت کو پہچانو اور ان کے حقوق کی پوری نگہداشت کرو عدل و انصاف سے ان کی حفاظت کرو اور نہ ہی برانگیختہ کرے تمہیں مشرکین کا سخت بغض و عداوت کہ تم ان سے عدل و انصاف نہ کرو۔ یعنی کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہ کرو جو تمہارے لئے جائز نہ ہو مثلاً ان کا مثلہ یا ان پر بہتان تراشی کرو یا ان کی عورتوں اور بچوں کو قتل کردو یا ان سے معاہدہ توڑ دو تاکہ اس طرح سے تم اپنا جی ٹھنڈا کرو۔ عدل و انصاف سے کام لو اس لئے کہ وہ عدل تقویٰ کے قریب تر ہے کہ تمہیں اسی کا حکم ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس لئے کہ تمام امور کا سرتاج اور آخرت کا بہترین زاد راہ بھی تقویٰ ہے بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے ان سب کی تمہیں جزا و سزا دے گا (روح البیان)

۹۔ جو ایمان لا کر اعمال صالح کرے گا اس سے خود اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ اس کو بخشے گا اور نہ اسی پر بس کرے گا بلکہ اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کرے گا جو عالم قدس کی حیات ابدی ہے چونکہ ایمان مقدم ہے اس لئے اولاً "آمنوا" فرمایا اور ایمان کے بعد عمل صالح گویا وہ ایمان کی رونق ہے اس لئے اس کے بعد "عملوا الصّلحٰت" فرمایا اور ان دونوں کے مقابلہ میں دو ہی وعدے فرمائے اول مغفرت دوم اجر عظیم۔ (تفسیر حقانی)

۱۰۔ اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہمارے احکام کو جھٹلایا وہی ہیں دوزخی۔ (تفسیر جلالین)

۱۱۔ اے اہل ایمان! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے بڑے احسان کو یاد کرو۔ جب کچھ لوگوں نے (قتل کرنے کے لئے) تمہاری طرف ہاتھ بڑھانے تھے پس اللہ نے تم سے ان کے ہاتھوں (یعنی ضرر رسانی) کو روک دیا۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ ہی پر اہل ایمان کو بھروسہ رکھنا چاہئے۔ وہی نقصان پہنچانے اور شر کو دفع کرنے کے لئے کافی ہے * ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں حسن بصری کے طریق سے حضرت جابر بن عبد اللہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ بنی محارب کے ایک آدمی نے جس کو غورث بن حارث کہا جاتا تھا اپنی قوم والوں سے کہا میں جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کر قتل کئے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا۔ آپ بیٹھے ہوئے اور تلوار گود میں رکھی تھی غورث نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ذرا میں آپ کی تلوار دیکھوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا (لو) غورث نے تلوار لے کر نیام سے کھینچی اور ہلانے لگا اس کا ارادہ وار کرنے کا ہو رہا تھا مگر اللہ اس کو ذلیل کر رہا تھا۔ کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ کو مجھ سے ڈر نہیں لگتا (میرے ہاتھ میں ننگی تلوار ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں" خواہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اللہ مجھ سے میری حفاظت کرے گا یہ سن کر اس نے تلوار نیام میں کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس کر دی اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری)

مفہومات مزید: نعمۃ انعام و احسان۔ نعمۃ سے عموماً مراد انعام ہے یعنی نعمت دنیا، احسان کرنا بغیر کسی استحقاق اور تمنا معاوضہ کے محض اپنے فضل سے عنایت کرنا * نعمۃ سے یہاں اسلام مراد ہے۔ نعمت کی یاد سے منعم یاد آجاتا ہے نیز نعمت کی یاد سے منعم کا شکر کرنے کی رغبت ہوتی ہے ● میثاق۔ عہد پیمان ● سَمِعْنَا۔ ہم نے سنا، ہم نے سمجھا ● اَطَعْنَا۔ ہم نے مانا ہم نے اطاعت کی ● صُدُوْر جمع ہے صَدْر کی۔ صدر یعنی سینہ * جابجا صدور کا ذکر فرمایا گیا ہے جہاں عقل و علم کی طرف بھی اشارہ ہے نیز شہوت، ہوائے نفس اور غضب وغیرہ تمام قوتوں کی طرف بھی ● کُوْنُوْا بروزن قُوْلُوْا۔ ہو جاؤ ● قَوّٰامِیْنَ۔ انصاف کے لئے کھڑے ہونے والے۔ اللہ کے حقوق ادا کرنے کے لئے کھڑے ہونے والے (خازن) ● القسط۔ انصاف ● شَنَاٰنُ۔ دشمنی کرنا، بغض رکھنا ● اِعْدِلُوْا۔ تم انصاف کرو ● خَبِیْرٌ۔ خبردار، دانا ● اَجْر۔ مزدوری، ثواب، مہر، بدلہ جحیم۔ دوزخ، دہکتی ہوئی آگ ● تَوَکُّل۔ بھروسہ، اعتماد

● یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر کہ تمہیں مسلمان کیا اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے وقت شب عقبہ اور بیعت رضوان میں جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم ہر حال میں اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ● یہاں دو چیزوں کی طرف ہدایت ہے ایک یہ کہ خواہ معاملہ دوستوں سے ہو یا دشمنوں سے عدل و انصاف کے حکم پر قائم رہو نہ کسی متعلق کی رعایت سے اس میں کمزوری آنی چاہیے اور نہ کسی دشمنی و عداوت سے۔ دوسری ہدایت اس کی یہ ہے کہ سچی شہادت اور حق بات بیان کرنے سے پہلو تہی نہ کی جائے تاکہ فیصلہ کرنے والوں کو حق تک پہنچنا اور صحیح فیصلہ کرنے میں دشواری پیش نہ آئے ● اللہ تعالیٰ نے اب یا اس سے پہلے پچھلی کتابوں میں یا لوح محفوظ میں یا شب معراج اپنے محبوب کی معرفت ان لوگوں سے جنت کا وہاں کی حور و قصور کا

بلکہ رضائے ربِ غفور کا وعدہ فرمالیا جو ایمان لاکر اس پر قائم رہے اور ہمیشہ بقدرِ طاقت نیک اعمال
کرتے رہے ان کا اجر اتنا بڑا ہے جو تصور سے وہم و گمان سے ورا ہے ● کفر کرنے والے اور اللہ کی نشانیوں
کو جھٹلانے والے دوزخی ہیں * کافروں کو اصحاب دوزخ کہنے کا یہ معنی ہے کہ وہ گویا دوزخ ہی کے لئے
بنے ہیں یا دوزخ انہی کے لئے بنی ہے ● آیت ۱۱ کے شانِ نزول میں مفسرین نے متعدد واقعات بیان فرمائے ہیں
مثلاً اس اعرابی کا واقعہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپسی پر ایک درخت کے سائے میں
آرام فرما تھے تلوار درخت سے لٹکی ہوئی تھی اس اعرابی نے تلوار پکڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر
سونت لی اور کہنے لگا کہ اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو مجھ سے کون بچائے گا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے بلا تامل فرمایا "اللہ" یہ کہنا تھا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی - بعض کہتے ہیں کہ کعب بن
اشرف اور اس کے ساتھیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے خلاف جب کہ
آپ وہاں تشریف فرما تھے دھوکہ اور فریب سے نقصان پہنچانے کی سازش تیار کی تھی جس سے
اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور صحابہ کو بچا لیا وغیرہ - ایک آیت کے نزول کے کئی اسباب و عوامل ہو سکتے ہیں -

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ
اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ
الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ
فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝١٢
فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي
خَآىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ ۝١٣ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا
حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰي يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝١٤

اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا۔ اور ہم نے ان میں بارہ سردار قائم کئے۔ اور اللہ نے فرمایا
بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ
اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں
باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں، پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور
سیدھی راہ سے بہکا ✻ تو ان کی کیسی بد عہدیوں پر ہم نے انہیں لعنت کی اور ان کے دل سخت
کر دیے اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں اور بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو
انہیں دی گئیں اور تم ہمیشہ ان کی ایک نہ ایک دغا پر مطلع ہوتے رہو گے سوا تھوڑوں کے تو
انہیں معاف کر دو اور ان سے درگزر کرو بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں ✻ اور وہ
جنہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے عہد لیا تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان
نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں تو ہم نے ان کے آپس میں قیامت کے دن تک بیر اور بغض ڈال دیا
اور عنقریب اللہ انہیں بتا دے گا جو کچھ کرتے تھے۔ (۵/ ۱۲ تا ۱۴)

۱۲۔ اہل کتاب سے عہد و میثاق جو لیا تھا اس کی حقیقت کو بیان فرمایا جا رہا ہے پھر جب کہ
انہوں نے غدر اختیار کیے ہوئے عہد و پیمان توڑ ڈالے تو ان کا کیا حشر ہوا اسے بیان فرما کر
گویا مسلمانوں کو عہد شکنی سے منع فرمایا گیا (بنی اسرائیل) کے بارہ سردار تھے یعنی بارہ قبیلوں کے
بارہ چودھری تھے جو ان سے ان کی بیعت کو پوری کراتے تھے کہ یہ خدا اور رسول کے تابع فرمان رہیں

اور کتاب اللہ کی اتباع کرتے رہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب سرکشوں سے واقف ہو گئے تب ہر قبیلہ میں سے ایک ایک سردار منتخب کر لئے تھے* تورات میں ان سرداروں کے نام اس طرح مرقوم ہیں۔ ۱۔ بنو روبیل پر صوری بن سادور۔ ۲۔ بنی شمعون پر شموال بن صور۔ ۳۔ بنی یہودا پر حشبون بن عمیاداب۔ ۴۔ بنی یساخر پر نشال بن صاعون۔ ۵۔ بنی زبولون پر الیاب بن حالون۔ ۶۔ بنو افرائم پر منشا بن عمیہود۔ ۷۔ بنو منشا پر جمالئیل۔ ۸۔ بنو بنیامین پر ابیدان۔ ۹۔ بنو دان پر جمیعذر۔ ۱۰۔ بنو آشر پر فجائیل۔ ۱۱۔ بنو جاد پر الیاسف بن دعوائیل اور ۱۲۔ بنو نفتالی پر اخیرع۔ (دیگر اسرائیلی تحریروں میں بنو اسرائیل کے قبیلوں کے نام مذکورہ بالا ناموں سے مختلف ہیں)۔

یاد رہے کہ لیلۃ العقبہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے بیعت لی اُس وقت ان کے سردار بھی بارہ تھے۔ تین قبیلہ اوس کے تھے حضرت اسیدؓ بن حضیر، حضرت سعد بن خیثمہ اور حضرت رفاعہؓ بن عبد المنذر۔ بعض روایتوں میں ان کے بجائے حضرت ابوالہیثم بن تیہان کا نام ہے۔ اور نو سردار قبیلہ خزرج کے تھے ۱۔ ابو امامہ اسعد بن زرارہؓ ۲۔ سعدؓ بن ربیع۔ ۳۔ عبداللہؓ بن رواحہ۔ ۴۔ رافع بن مالک بن عجلان۔ ۵۔ براءؓ بن معرور۔ ۶۔ عبادہؓ بن صامت۔ ۷۔ سعدؓ بن عبادہ۔ ۸۔ عبداللہؓ بن عمرو بن حرام اور ۹۔ منذر بن عمرو بن خنیس رضی اللہ عنہم اجمعین۔ انہی سرداروں نے اپنی اپنی قوم کی طرف سے نبی آخر الزمان خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے اور ماننے کی بیعت کی۔

پھر اس عہد و پیمان کا ذکر ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے لیا تھا کہ وہ نمازیں پڑھتے رہیں زکوٰۃ دیتے رہیں خدا کے رسولوں کی تصدیق کریں ان کی نصرت و اعانت کریں اور خدا کی مرضی کے کاموں میں اپنا مال خرچ کریں جب وہ یہ کریں گے تو خدا کی مدد و نصرت ان کے ساتھ رہے گی ان کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور یہ جنتوں میں داخل کئے جائیں گے مقصود حاصل ہوگا اور خوف زائل ہو جائے گا لیکن اگر وہ اس عہد و پیمان کے بعد بھی پھر گئے اور اسے غیر معروف کر دیا تو یقیناً وہ حق سے دور ہو جائیں گے بھٹک اور بہک جائیں گے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۱۳۔ پھر ان کے عہد کو توڑ دینے کے سبب سے ہی ہم نے ان پر لعنت بھیج دی* لعنت سے بعض کے نزدیک رحمت سے خارج کر دینا مراد ہے اور بعض کے نزدیک صورتیں مسخ کر دینا اور بعض علماء کے نزدیک جزیہ مقرر کرنا مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ نصاریٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض دوسرے انبیاء کو سچا نہ مانا اور اللہ کی کتابوں

ڈالیں یعنی پھینک دیا اور فراموش کر بیٹھے منہ موڑا اس لئے ہم نے ان پر لعنت بھیج دی۔ اور ان کے دلوں کو
سخت کر دیا کہ نہ اللہ کے ذکر سے ان میں نرمی آتی ہے نہ اللہ کی آیات و تنبیہات کا ان پر اثر ہوتا ہے
* بعض علماء نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ان کے دلوں میں خالص ایمان نہیں ہے بلکہ کھوٹے درہم
کی طرح کفر و نفاق سے آلودہ ہے * ( تورات کے خداوندی ) الفاظ کو ان کی جگہ سے ہٹانے
کی تحریف سے مراد بعض علماء کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کو بدل ڈالنا ہے
بعض کے نزدیک غلط توجیہ کرنا (یعنی الفاظ کے غلط معنیٰ بیان کرنا) اور جو نصیحت ان کو
کی گئی تھی اس کا اچھا خاصہ حصہ بھول گئے۔ بھول جانے سے مراد چھوڑ دینا یعنی تورات کے احکام
اور پیغمبروں کی زبانی جو اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دیا گیا تھا اس کو بنی اسرائیل نے ترک کر دیا
* اور آپ کو آئے دن ان کی کسی نہ کسی خیانت کی اطلاع ہوتی رہتی ہے۔ "منھم" کی ضمیر تمام
بنی اسرائیل کی طرف راجع ہے خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود ہوں یا پہلے
گزر چکے ہوں * ان یہودیوں کی خیانت سے مراد ہے معاہدہ کی خلاف ورزی اور حضور علیہ السلام
کے خلاف مشرکوں کی امداد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا * بجز چند
لوگوں کے یعنی تھوڑے سے آدمی مستثنیٰ ہیں انہوں نے خیانت نہیں کی یہ وہی گروہ تھا جو حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے عہد نبوت میں پیغمبر وقت پر ایمان لایا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو آپ پر
ایمان لے آیا۔ لہٰذا آپ ان سے درگزر کیجئے ان سے کچھ تعرض اور ان کی حرکت کا مواخذہ
نہ کیجئے بلکہ ان سے وہی سلوک کیجئے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ بعض علماء نے یہ مطلب اس
طرح بیان کیا ہے کہ اگر یہ توبہ کریں اور ایمان لے آئیں یا معاہدہ کریں اور جزیہ ادا کرنے کا اقرار
کریں تو ان سے درگزر کیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے (بحوالہ تفسیر مظہری)
۱۴۔ وہ لوگ جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کی معرفت ان سے
مضبوط عہد لیا کہ ہمارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ان کے دین کی
مدد کرنا اگرچہ سارے نبیوں نے ہی اپنی امتوں سے یہ عہد لیا تھا کہ نبی آخر الزماں کا زمانہ
پائیں تو ایمان لائیں مگر عیسیٰ علیہ السلام نے خصوصیت سے حضور علیہ السلام پر ایمان لانے کا
عہد لیا مگر وہ (نصرانی) بہت حصہ انجیل کی نصیحتوں کا بڑا حصہ بھول گئے یا انہوں نے
بھلا دیا ہم نے انہیں اس بھلانے کی سزا دنیا میں یہ دی کہ ان کے فرقے بنا دیئے اور ان
فرقوں کے درمیان قیامت تک دشمنی ڈال دی کہ وہ ہمیشہ آپس میں لڑتے رہیں گے ان کا ہر فرقہ
دوسرے کو کافر کہتا اس پر لعنت کرتا رہتا تھا۔ وہ قیامت میں بارگاہ الٰہی میں پیش ہوں گے

ایسی اُمت کے بد اعمال رہتے تھے تو بار بار اور افراد گروہ کو سزا دی جاتی رہی۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ دنیا کی زندگی میں ہی توبہ کر کے اسلام کے دامن میں آ جاویں (بحوالہ از شرف التفاسیر)

مفہومات مزید: "اَخَذَ" اس نے پکڑا۔ اس نے لیا ● "مِیْثَاقَ" عہد پیمان ● بَعَثْنَا ہم نے بھیجا، ہم نے کھڑا کیا، ہم نے اٹھایا ● "نَقِیْبًا" سردار، قوم کی طرف سے وفاءِ عہد کا ذمہ دار (مبسوط) قوم کے حالات کی تفتیش کرنے والا، ہر ایک کی پوچھ گچھ کرنے والا (مدارک) ●
عَزَّرْتُمُوْهُمْ تم نے ان کی مدد کی، تم نے ان کو قوت پہنچائی، تم نے ان کی تعظیم کی (لغات القرآن) ●
"قَرْضًا" کترنا، کاٹنا۔ وہ چیز جو کسی کو (اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے) دی جائے اور اس کا بعد میں واپسی لازم ہو (تاج) قَرْضًا حَسَنًا وہ قرض جو خالص لوجہ اللہ دیا جائے نہ اس کی واپسی کی خواہش ہو نہ بدلے کا لالچ نہ شکریے کی طمع نہ دینے کے بعد احسان رکھا جائے (اَقْرَضُوا) یعنی دل کی خوشی سے زکوٰۃ کے علاوہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دینا۔ اللہ کے راستہ میں لوجہ اللہ دینا، دل کی خوشی سے خیرات دینی۔ فرض زکوٰۃ کے علاوہ دل کی خوشی سے راہِ خیر میں خرچ کرنا ● قَاسِيَةً کا لفظ قسوۃ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں دل کی سختی ● "یُحَرِّفُوْنَ" بدل دیتے ہیں، بدل دیتے ہیں۔ عام اہلِ تفسیر نے لکھا ہے کہ یہودی توریت میں تحریف کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات جو توریت میں بیان کی گئی تھیں ان کو یہودیوں نے بدل ڈالا تھا۔ بعض احکام میں معنوی تحریف کی گئی۔ خود ساختہ مطلب کو توریت میں چھپایا کرتے تھے اور اللہ کے بھیجے ہوئے احکام کو بدل دیتے تھے ●
یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ اس میں لفظی اور معنوی دونوں قسم کی تحریف آ گئی ● نَسُوْا وہ بھول گئے یعنی انہوں نے چھوڑ دیا۔ انہوں نے بھلا دیا ● حَظًّا یعنی بڑا حصہ ● تَزَالُ تو اطلاع ہوتا۔ تو علیحدہ ہوتا ● تَطَّلِعُ آپ خبردار ہوتے ہیں آپ خبردار ہوں گے ● خَآئِنَةٍ سے مراد خیانت ہے، دغا ● فَاصْفَحْ کنارہ پکڑنا، کنارہ کش ہونا، الزام سے درگزر کرنا صَفْحٌ ترکِ تثریب ●

— واقعہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ انہیں اور ان کی قوم کو ارضِ مقدسہ کا وارث بنائے گا جس میں کنعانی جبابرہ رہتے تھے تو فرعون کی ہلاکت کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکمِ الٰہی ہوا کہ بنی اسرائیل کو ارضِ مقدسہ کی طرف لے جائیں ہم نے اس کو تمہارے لئے دار و قرار بنایا ہے تو وہاں جاؤ اور جو دشمن وہاں ہیں ان پر جہاد کرو ہم تمہاری مدد فرماویں گے۔ اور اے موسیٰ تم اپنی قوم کے ہر ہر سبط میں سے ایک ایک سردار بناؤ اس طرح بارہ سردار مقرر کرو ہر ایک ان میں سے اپنی قوم کے حکم ماننے اور عہد وفا کرنے کا ذمہ دار ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سردار منتخب کر کے بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہوئے جب اریحا کے قریب پہنچے تو ان نقیبوں کو تجسسِ احوال کے لئے بھیجا وہاں انہوں نے دیکھا کہ

وہ بہت عظیم الجثہ اور نہایت قوی و توانا صاحبِ ہیبت و شوکت ہیں یہ ان سے بہت زیادہ بڑے والے ہیں
اور جو کچھ انھوں نے اپنی قوم سے سب دو ال بیان کیا باوجودیکہ ان کو اس سے منع کیا گیا تھا تکلیف ہوتی
عہد شکنی کی سوائے کہ انصاف ہی نہ رکھتا اور یہ شیخ ہی تو نہ تھے کہ یہ عہد قدیم ہی ہے ● ان (یہود) کا
عہد شکنی یہی تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد انھوں نے رسل علیہم السلام کو شہید کر ڈالا اور
آسمانی کتاب میں تحریف اور احکام الٰہیہ کی مخالفت و روگردانی کی تھی - ہم نے انھیں اپنی رحمت سے محروم
کر دیا یا انھیں بندر و خنزیر بنا دیا یا ان پر جزیہ قائم کر کے ذلیل و خوار کر دیا - اور ہم نے ان
کو سخت دل بنا دیا کہ آیات اور وعید وعدے کچھ نہ سمجھے - اللہ تعالیٰ کے کلام کو بدلنے میں سخت تر شوخ
تعلی اور کبھی ہو سکتا ہے - تحریف سے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت (اوصاف حمیدہ) کی تبدیلی
یا مقاصد کی بے جا تاویل ہے - اس طرح انھوں نے نہایت بڑا وافر حصہ ضائع کر دیا * انھوں نے
تورات میں تحریف کا حصہ کی تحریف یہ ہوئی کہ بہت سی باتوں کو انھوں نے بھلا دیا - آپ ان کی
خیانت سے مطلع ہوتے رہتے ہیں - ماسوائے ان میں تھوڑے سے ایسے ہیں کہ جو خیانت نہیں کرتے
سو آپ ان کو معاف فرمائیے اور ان سے درگزر فرمائیے بشرطیکہ وہ ایمان لے آئیں اور
سچے دل سے تائب ہو جائیں یا آپ سے کیا معاہدہ کریں جزیہ ادا کریں تو آپ ان سے درگزر
فرمائیے بے شک اللہ تعالیٰ نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے ● اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں
تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی یہود کی طرح عہد لیا تھا سو وہ بھی ان میں سے بڑا حصہ بھلا بیٹھے
تو ان میں آپس میں قیامت تک بغض و عداوت ڈال دی گئی ہے - دنیا میں ان کے لیے
عقوبت کا سامان ہوا اور بہت جلد آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ انھیں اپنے حضور کا علم ہو گا کہ وہ ان سے
ان کے برے کاموں کے متعلق خود ان کی زبان سے اقرار کروائے گا جن کی انھیں سزا دی جا سکتی۔